S-2003-5-492-499

عدالت عظمیٰ رپوٹس 2033 ایس یو پی پی 5 ایس سی آر

ریاست اوڑیسہ اور دیگران
بنام-
جوگینڈر پٹجوشی اور دیگر

13 نومبر 2003

وی این کھرے، چیف جسٹس، اور ایس بی سنہا، جسٹس۔

ملازمت کا قانون:

اڑیسہ نظر ثانی شدہ تنخواہوں کے قواعد، 1985:

قواعد (a)(1)8 اور (b)- تنخواہ کے پیمانے پر نظر ثانی اور تنخواہ کے تعین- لیکچررز اور پروفیسرز- 1.1.1986 سے اثر کے ساتھ تنخواہ پر نظر ثانی سے پہلے، نظر ثانی شدہ تنخواہ کے پیمانے سے کم تنخواہ حاصل کرنا- قاعدہ (a)(1)8 کے مطابق کم از کم نظر ثانی شدہ تنخواہ کے پیمانے پر تنخواہ طے کرنا- قاعدہ (b)(1)8 کے تحت تنخواہ میں ایک اضافہ کرنے کا دعوی- عدالت عالیہ نے تحریری درخواست کی اجازت دیتے ہوئے کہا کہ اگرچہ درخواست گزاروں کا معاملہ قاعدہ (a)(1)8 کے تحت آتا ہے، لیکن وہ استثنی کے مطابق مزید اضافے کے حقدار ہیں۔ قاعدہ (b)(1)8 میں موجود ہے، اور قاعدہ ایک فائدہ مند ہونے کی وجہ سے آزادانہ تعمیر کی ضرورت ہے- منعقد ہوا، قاعدہ (a)(1)8 میں کوئی ابہام نہ ہونے کی وجہ سے، تحریری درخواست گزار صرف کم از کم نظر ثانی شدہ پیمانے کے حقدار تھے- حقیقت میں، آزادانہ تشریح کے اصول کا کوئی اطلاق نہیں ہے کیونکہ قاعدہ 8 کی وجہ سے، ریاست نے محض اس کے اطلاق کا طریقہ اور طریقہ متعین کیا ہے- مزید برآں قاعدہ 8 کی شقوں (a) اور (b) کو، وقفے کی حکمرانی کو مدنظر رکھتے ہوئے، الگ سے پڑھنا چاہیے- قوانین کی تشریح۔

پدم سندر راؤ (مردہ) اور دیگران بنام ریاست ٹی این اور او آر ایس، (2002) 3 ایس سی سی 533؛ یونین آف انڈیا اور دیگر بنام ہنسولی دیوی اور دیگران (2002) 7 ایس سی سی 273 اور دیال سنگھ اور دیگران بنام یونین آف انڈیا اور دیگران (2003) 2 ایس سی سی 593، پر انحصار کیا۔

الاچی دیوی (ڈی) بذریعہ ایل آر ایس اور دیگران بنام جین سوسائٹی، پروٹیکشن آف آرفنس انڈیا اور دیگران (2003) اے آئی آر ایس سی ڈبلیو 4824، کا حوالہ دیا گیا ہے۔

آئی آر سی بنام مہنچی 1960 اپیل مقدمہ 738، حوالہ دیا گیا۔

دیوانی اپیلیٹ کا دائرہ اختیار: 1998 کی دیوانی اپیل نمبر 5579۔

1994 کے او جے سی نمبر 7869 میں اڑیسہ عدالت عالیہ کے 19.11.96 کے فیصلے اور حکم سے۔

کے ساتھ

1998 کا سی۔اے۔نمبر 5580 اور 5581۔

اپیل گزاروں کے لیے جنا کلیان داس۔

جواب دہندگان کے لیے وائی پی مہاجن اور آر سی ورما۔

عدالت کا مندرجہ ذیل حکم دیا گیا:

اڑیسہ نظر ثانی شدہ تنخواہوں کے قواعد 1985 (مختصر طور پر قواعد) کے قواعد (a)(1)8 اور (b) کی تشریح، جو کہ آئین ہند کے آرٹیکل 309 کے تحت وضع کی گئی ہے، ان اپیلوں میں غور کے لیے آتی ہے جو 19 نومبر 1996 کے فیصلے اور حکم سے پیدا ہوتی ہیں۔ یہاں جواب دہندگان یونیورسٹی میں لیکچررز اور پروفیسرز کے عہدے پر فائز تھے۔ قواعد کی تشریح اوڈیشہ کی عدالت عالیہ میں برہم پور یونیورسٹی ٹیچرز ایسوسی ایشن کے لیکچررز اور پروفیسرز کی طرف سے دائر کردہ ایک تحریری درخواست کے تناظر میں پیدا ہوئی۔ لیکچررز اور پروفیسرز کی تنخواہ کا پیمانہ بالترتیب 1600-700 روپے اور 2500-1500 روپے تھا۔ یکم جنوری 1986 کو نافذ ہونے والے مذکورہ بالا قواعد کے تحت لیکچررز اور پروفیسرز کی تنخواہ کے پیمانے میں ترمیم کرنے کی کوشش کی گئی تھی۔ لیکچررز اور پروفیسرز کے نظر ثانی شدہ تنخواہ کے پیمانے بالترتیب روپے 4000-2200 اور 7300-4500 مقرر کیے گئے تھے۔ متعلقہ تاریخ یعنی یکم جنوری 1986 سے فوراً پہلے پروفیسرز کو قواعد کے تحت 2927 روپے مل رہے تھے۔

جوان دہندہگان نے اڑیسہ عدالت عالیہ کے سامنے ایک تحریری درخواست دائر کی، جس میں دعوی کیا گیا کہ کم از کم 7300-4500 روپے کے علاوہ، قواعد (b)(1)8 کے تحت ضرورت کے مطابق ایک مزید اضافہ بھی دیا جانا ہے۔

اس وقت جب مذکورہ تحریری درخواست دائر کی گئی تھی، او جے سی نمبر 1991 کے 2588 میں اڑیسہ عدالت عالیہ کے ایک ڈویژن بنچ نے یہ رائے اختیار کی تھی کہ یونیورسٹی کے اساتذہ کی تنخواہوں کو یو جی سی اسکیل کے تحت طے کرتے وقت، ابتدائی مرحلے میں اضافی اجرت دی جانی ہے۔ تاہم، 1992 کے او جے سی نمبر 6405 میں ایک اور ڈویژن بنچ کا خیال تھا کہ قواعد کے تحت نظر ثانی شدہ تنخواہ کے پیمانے میں تعین کے ابتدائی مرحلے میں اس طرح کا کوئی اضافہ نہیں کیا جانا چاہیے۔ عدالت عالیہ کے دو مربوط بنچوں کے متضاد فیصلوں کے پیش نظر، برہم پور یونیورسٹی ٹیچرز ایسوسی ایشن کی طرف سے دائر تحریری درخواست کو فیصلے کے لیے بڑے بنچ کو بھیج دیا گیا۔

قواعد کے قواعد (a)(1)8 اور (b) اس طرح پڑھتے ہیں:

(1)8 جب تک کہ کسی بھی صورت میں یونیورسٹی خصوصی حکم نامے کے ذریعے دوسری صورت میں ہدایت نہ کرے، یونیورسٹی کے کسی ملازم کی تنخواہ، جو اس طرح منتخب ہوتا ہے یا سمجھا جاتا ہے، یکم جنوری 1985 سے نظر ثانی شدہ پیمانے کے تحت ہوگی۔

(a) کم از کم نظر ثانی شدہ پیمانے پر اگر موجودہ مشاہرہ رقم کم از کم سے کم ہے:

(b) نظر ثانی شدہ پیمانے کے مرحلے پر، جو موجودہ تنخواہیں کی رقم کے برابر ہے یا، اگر ایسا کوئی مرحلہ نہیں ہے، موجودہ تنخواہیں اور اس طرح مقرر کردہ تنخواہ کے اوپر اگلے مرحلے پر، سوائے اس کے کہ جہاں یہ کم از کم مقرر کیا گیا ہو۔ نظر ثانی شدہ پیمانے کے اس مرحلے پر قابل قبول ایک اضافہ کیا جائے گا۔

اڑیسہ عدالت عالیہ کی فل بنچ کا خیال تھا کہ اگرچہ اساتذہ کا معاملہ قاعدہ (a)(1)8 کے تحت آتا ہے، لیکن وہ قاعدہ (b)(1)8 میں موجود استثناء کے لحاظ مزید ایک اور اضافے کے حقدار ہیں؛ کیونکہ اس میں ایک آزادانہ تعمیر کی ضرورت ہے، کیونکہ قاعدہ ایک فائدہ مند ہے۔

عدالت عالیہ کے فل بینچ نے مذکورہ بالا قواعد کی تشریح کرتے ہوئے اس طرح رائے ظاہر کی کہ قاعدہ 8 کی شق (1) کی ذیلی شق (b) میں موجود وضاحت شق (a) اور (b) دونوں پر لاگو ہوگی کیونکہ یہ فائدہ مند قانون سازی ہے۔

ریاست اڑیسہ کی جانب سے پیش ہونے والے فاضل وکیل نے پیش کیا کہ متنازعہ قاعدے کا محض جائزہ لینے سے یہ ظاہر ہوگا کہ چونکہ اس کے دو معنی نہیں رکھے جاسکتے، لہذا عدالت عالیہ کے فل بینچ کو متنازعہ فیصلہ منظور کرنے میں غلطی کا مرتکب ٹھہرایا جانا چاہیے۔ اس جانب سے پدما سندر راؤ (مردہ) اور دیگران بنام ریاست ٹی این اور او آر ایس، جس کی اطلاع (2002)3 ایس سی سی 533، یونین آف انڈیا اور دیگر بنام ہنسولی دیوی اور دیگران بنام، (2002)7 ایس سی سی 273، دیال سنگھ اور دیگران بنام یونین آف انڈیا اور دیگران، (2003)2 ایس سی سی 593 اور ایل آر ایس اور دیگران کی طرف سے الاچی دیوی (ڈی)، بنام جین سوسائٹی، پروٹیکشن آف آرفنس انڈیا اور دیگران (2003) اے آئی آر ایس سی ڈبلیو 4824 پر انحصار رکھا گیا ہے۔

جواب دہندگان کے فاضل وکیل نے کہا کہ قانون سازی کی نوعیت فائدہ مند ہونے کی صحیح تشریح کی گئی ہے۔ انہوں نے مزید دعوی کیا کہ حکومت اڑیسہ کے محکمہ صنعت نے بھی 26 مارچ 1996 کو منظور کی گئی قرارداد کے لحاظ سے قواعد میں ترمیم کر کے اس پر عمل درآمد کیا، جواب درج ذیل ہے:

"انجینئرنگ کالجوں کے اساتذہ کے لیے اڑیسہ نظر ثانی شدہ تنخواہوں کے قواعد 1985 کے تحت تنخواہ کے تعین کے فارمولے کے مطابق اے آئی سی ٹی ای تنخواہ کے پیمانے کے تحت اپنائے گئے تنخواہ کے تعین کے فارمولے کو آزاد کرنے کا سوال ماضی میں کچھ عرصے سے حکومت کے زیر غور تھا۔

محتاط غور وفکر کے بعد ریاستی حکومت نے اس محکمے کی قرارداد نمبر 7981-مورخہ 29/3/90 کے پیراگراف 22 میں ترمیم کرنے پر خوشی کا اظہار کیا ہے جیسا کہ:

(a) ایسے معاملات میں جہاں موجودہ (پہلے سے نظر ثانی شدہ) تنخواہیں نظر ثانی شدہ پیمانے میں نظر ثانی شدہ پیمانے میں تنخواہ کے نظر ثانی شدہ پیمانے کے کم از کم سے کم ہیں، کم از کم سے اوپر اگلے مرحلے پر طے کی جائیں گی۔

(b) کسی ایسے سرکاری خادم کا اگلا اضافہ جس کی تنخواہ میں ترمیم شدہ پیمانے میں بیئر مقرر کی گئی ہو، موجودہ پیمانے میں آخری اضافے کی برسی پر دیا جائے گا، جب تک کہ دوسری صورت میں ناقابل قبول نہ ہو۔

عدالت عالیہ نے متنازعہ فیصلے کی وجہ سے کم از کم 4500 روپے کے تنخواہ کے پیمانے کو ایک اضافے کے ساتھ دینے کی بھی ہدایت کی، جبکہ تنخواہ کو 7300-4500 روپے کے تنخواہ کے پیمانے میں طے کیا۔ یہ عدالت عالیہ کے مذکورہ فیصلے کے خلاف ہے، اپیل کنندگان ہمارے سامنے اپیل میں ہیں۔

یہ بات متدعویہ نہیں ہے کہ پروفیسرز کا نظر ثانی شدہ تنخواہ کا پیمانہ 2500-1500 روپے تھا اور اپیل کنندگان کو 2927 روپے مل رہے تھے اور نظر ثانی کے بعد انہیں کم از کم پیمانے پر رکھنا ضروری تھا، جو کہ تنخواہ کے پیمانے پر نظر ثانی سے پہلے انہیں مل رہے پیمانے سے زائد تھا۔

مذکورہ بالا قاعدے کا محض جائزہ لینے سے واضح طور پر پتہ چلتا ہے کہ تنخواہ کے نظر ثانی شدہ پیمانے میں تنخواہ کا تعین مذکورہ قاعدے کے تحت ہوگا۔ قاعدہ 8 کے ذیلی قاعدہ (1) کی شق (a) اور (b) دو مختلف حالات پر غور کرتی ہیں۔ ایسی صورت میں جہاں نظر ثانی شدہ پیمانے کا کم از کم موجودہ تنخواہ سے کم ہے، متعلقہ ملازم کو کم از کم مشاہرہ کم از کم پیمانہ ملے گا جیسا کہ اس کی شق (a) میں فراہم کیا گیا ہے یا اگر موجودہ تنخواہوں کا ایسا کوئی مرحلہ نہیں ہے تو اسے موجودہ تنخواہوں کے اوپر اگلے مرحلے پر طے کیا جائے گا۔ اس میں موجود مستثنیٰ شق صرف شق (b) میں واقع ہونے والی صورت حال کے لیے قابل حوالہ ہے نہ کہ شق (a) کے لیے۔ اگر استثنیٰ کو تمام ارادوں اور مقاصد کے لیے قاعدہ 8 کے ذیلی قاعدہ (1) کی شق (a) اور (b) کے تحت زیر غور دونوں حالات کا احاطہ کرنے کے لیے رکھا جاتا ہے، تو ذیلی قاعدہ (a) بے معنی ہو جائے گا۔

جواب دہندگان کی جانب سے پیش ہونے والے فاضل وکیل نے کہا کہ بعد میں ریاست اڑیسہ کا ایک اور محکمہ زیادہ فائدہ دینے کا ارادہ رکھتا ہے، اس کا کوئی نتیجہ نہیں ہے۔ اس معاملے میں، اس عدالت کو قواعد کے اصول 8 کی تشریح کرنے کی ضرورت ہے کیونکہ یہ ترمیم سے پہلے تھا نہ کہ ترمیم شدہ قواعد کی۔ اب یہ قانون کا اچھی طرح سے طے شدہ اصول ہے کہ جہاں کسی قانون میں استعمال ہونے والی زبان واضح اور غیر واضح ہو، تب تشریح کے کسی اصول کا سہارا لینے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوگا۔ پدم سندر راؤ کے معاملے (اوپر) میں، اس عدالت نے فیصلہ دیا:

" کسی توضیع تشریح کرتے وقت عدالت صرف قانون کی تشریح کرتی ہے اور اسے قانون سازی نہیں کر سکتی۔ اگر قانون کی کسی توضیع غلط استعمال ہوتا ہے اور قانون کے عمل کے غلط استعمال کا شکار ہوتا ہے، تو اگر ضروری سمجھا جائے تو اس میں ترمیم، ترمیم یا اسے منسوخ کرنا مقنّنہ کا کام ہے۔ رشبھ ایگرو انڈسٹریز لمیٹڈ بنام پی این بی کیپٹل سروسز لمیٹڈ، (2000) 5 ایس سی سی 515 دیکھیں۔ قانون سازی کے معاملات کو عدالتی تشریحی عمل کے ذریعے فراہم نہیں کیا جا سکتا۔ دفعہ (1)6 کی زبان سادہ اور غیر واضح ہے۔ اس میں کچھ پڑھنے کی گنجائش نہیں ہے، جیسا کہ نرسمہایا کے معاملے میں کیا گیا تھا۔ نانجد یہ مقدمہ میں عدالت عالیہ کے حکم کی خدمت کی تاریخ سے مدت کو چلانے کے لیے مدت کو مزید بڑھا دیا گیا تھا۔ اس طرح کے نظریے کو دفعہ (1)6 کی زبان سے ہم آہنگ نہیں کیا جا سکتا۔ اگر نظریہ قبول کر لیا جاتا ہے تو اس کا مطلب یہ ہوگا کہ کسی معاملے کا احاطہ نہ صرف دفعہ (1)6 شق (1) اور/یا شق (2) کے ذریعے کیا جا سکتا ہے، بلکہ غیر مقرر شدہ مدت کے ذریعے بھی کیا جا سکتا ہے۔ قانون سازی کا ارادہ کبھی بھی ایسا نہیں ہو سکتا۔"

اسی طرح ہنسولی دیوی کے معاملے (اوپر) میں، اس عدالت نے فیصلہ دیا:

.9"اس بات کی تحقیقات شروع کرنے سے پہلے کہ دفعہ 28-اے کی صحیح تشریح کیا ہوگی، ہم کسی قانون کی تشریح کے کچھ بنیادی اصولوں کو ذہن میں رکھنا مناسب سمجھتے ہیں۔ سسیکس پیریج مقدمہ (1844) 11 سی آئی اینڈ فن 85 میں ٹنڈل، چیف جسٹس کی طرف سے بیان کردہ قاعدہ: 8 ای آر 1034 اب بھی میدان پر قابض ہے۔ مذکورہ بالا اصول کا اثر یہ ہے: (ای آر پی 1057)۔

"اگر قانون کے الفاظ اپنے آپ میں درست زائد غیر واضح ہیں، تو ان الفاظ کو ان کے فطری زائد عام معنوں میں بیان کرنے کے علاوہ زائد کچھ ضروری نہیں ہوسکتا۔ ایسی صورت میں صرف الفاظ ہی قانون ساز کے ارادے کا بہترین اعلان کرتے ہیں۔"

یہ کسی قانون کی تعمیر کا ایک بنیادی اصول ہے کہ جب قانون کی زبان سادہ اور غیر واضح ہو تو عدالت کو قانون میں استعمال ہونے والے الفاظ کو نافذ کرنا چاہیے اور عدالتوں کے لیے اس بنیاد پر فرضی تعمیر کو اپنانے کے لیے کھلا نہیں ہوگا کہ ایسی تعمیر ایکٹ کے مبینہ مقصد اور حکمت عملی سے زائد مطابقت رکھتی ہے۔ کرکنیس بنام جان ہڈسن اینڈ کمپنی لمیٹڈ، (1995) 2 آل ای آر 345 میں: (1995) اے سی 696: (1955) 2 ڈبلیو ایل آر 1135 لارڈ ریڈ نے "مبہم" کے معنی کی طرف اشارہ کیا اور کہا کہ: (تمام ای آر پی۔ 366 سی-ڈی)۔

"کوئی شق محض اس وجہ سے مبہم نہیں کہ اس میں کوئی ایسا لفظ موجود ہے جو مختلف سیاق وسباق میں مختلف معانی رکھتا ہو۔ کسی بھی طویل جملے میں ایسا کوئی لفظ تلاش کرنا مشکل نہیں جو مختلف مواقع پر مختلف معانی رکھتا ہو۔ میری رائے میں، کوئی شق اسی وقت مبہم سمجھی جائے گی جب اس میں موجود کوئی لفظ یا عبارت اپنے مخصوص سیاق وسباق میں ایک سے زیادہ معانی رکھتی ہو۔"

اس میں کوئی شک نہیں کہ یہ سچ ہے کہ اگر قوانین کی زبان کے سادہ معنی سے گزرنے پر، یہ بے ضابطگیوں، ناانصافیوں اور بے معنیوں کی طرف لے جاتا ہے، تو عدالت اس مقصد پر غور کر سکتی ہے جس کے لیے قانون لایا گیا ہے اور ایک معنی دینے کی کوشش کرے گی، جو قانون کے مقصد پر قائم رہے گا۔ پتنجلی شاستری، چیف جسٹس اسوینی کمار گھوش بنام اربندا بوس اے آئی آر (1952) ایس سی 369: (1953) ایس سی آر 1 کے معاملے میں، نے مؤقف اختیار کیا تھا کہ کسی قانون میں الفاظ کو نامناسب اضافی ہونے کے طور پر الگ کرنا تعمیر کا کوئی درست اصول نہیں ہے، اگر وہ قانون کے غور وفکر کے اندر حالات میں مناسب اطلاق کر سکتے ہیں۔ کیوبیک ریلوے میں، لائٹ ہیٹ اینڈ پاور کمپنی لمیٹڈ بنام وینڈری، اے آئی آر (1920) پی سی 181، یہ مشاہدہ کیا گیا تھا کہ مقنّنہ کو یہ سمجھا جاتا ہے کہ وہ اپنے الفاظ ضائع نہ کرے یا کچھ بھی فضول نہ کہے اور ایسی تعمیر جو مقنّنہ کو بے کار قرار دیتی ہے اسے مجبور کرنے والی وجوہات کے علاوہ قبول نہیں کیا جائے گا، اسی طرح، کسی ایسے قانون میں الفاظ شامل کرنے کی اجازت نہیں ہے جو اس وقت تک موجود نہ ہو جب تک کہ کسی لفظی تعمیر پر قانون کا ایک حصہ نہ دیا جائے۔ لیکن ایکٹ میں کسی خامی کی مرمت کے لیے کسی بھی لفظ کو پڑھنے سے پہلے یہ یقین کے ساتھ بیان کرنا ممکن ہونا چاہیے کہ یہ الفاظ مسودہ ساز کے ذریعے داخل کیے گئے ہوں گے اور مقنّنہ کے ذریعے منظور کیے گئے ہوں گے اور بل کے قانون میں منظور ہونے سے پہلے اس خامی کی طرف ان کی

توجہ مبذول کرائی گئی ہوگی۔ بعض اوقات مقنّنہ کا ارادہ واضح پایا جاتا ہے لیکن قانون میں کچھ الفاظ متعارف کرانے میں ڈرافٹ مین کی لاپرواہی کے نتیجے میں زبان کی ظاہری طور پر عدم تاثیر پیدا ہوتی ہے اور ایسی صورت حال میں عدالت کے لیے اضافی الفاظ کو مسترد کرنا جائز ہوسکتا ہے، تاکہ قانون کو موثر بنایا جاسکے۔ مذکورہ اصول کو ذہن میں رکھتے ہوئے آیئے اب ہم قانون کی دفعہ 28-اے کی دفعات کا جائزہ لیں، تاکہ ان سوالات کے جوابات دیے جاسکیں جن کا حوالہ دو فاضل ججوں کی بنچ نے ہمیں دیا ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ ایکٹ کی دفعہ 28-اے کا مقصد حوالہ دینے کا حق دینا تھا، (ایک ایسے شخص کو) جس نے دفعہ 18 کے تحت پہلے حوالہ نہیں دیا ہو اور اس لیے، عام طور پر جب کوئی شخص دفعہ 18 کے تحت حوالہ دیتا ہے لیکن اسے تاخیر کی بنیاد پر مسترد کر دیا جاتا ہے، تو اسے حصول اراضی کے قانون کی دفعہ 28-اے کا حق نہیں ملے گا جب کوئی دوسرا شخص حوالہ دیتا ہے اور حوالہ کا جواب دیا جاتا ہے۔ لیکن پارلیمنٹ نے دفعہ 28-اے کو ایک فائدہ مند شق کے طور پر نافذ کیا ہے، اگر ایکٹ کی دفعہ 28-اے میں "دفعہ 18 کے تحت کلکٹر کو درخواست نہیں دی تھی" کے جملے کی لفظی تشریح کی جائے تو یہ بڑی ناانصافیت کا باعث بنے گی۔ مذکورہ بالا بیان محاورہ کا مطلب یہ ہوگا کہ اگر زمیندار نے دفعہ 18 کے تحت حوالہ کے لیے درخواست دی ہے اور اس حوالہ پر غور کیا جاتا ہے اور اس کا جواب دیا جاتا ہے۔ دوسرے لفظوں میں، زمین کے مالک کے لیے یہ جائز نہیں ہوسکتا کہ وہ حوالہ دے اور اس کا جواب حاصل کرے اور پھر دوسری درخواست کرے جب کوئی دوسرا شخص حوالہ حاصل کرلے اور زیادہ رقم حاصل کرلے۔ درحقیقت پردیپ کماری کے معاملے میں تین دانشور ججوں نے مطمئن کرنے کی شرائط کا ذکر کرتے ہوئے، جس کے بعد دفعہ 28-اے کے تحت درخواست دی جاسکتی ہے، واضح طور پر کہا تھا (SCCp.743، پیرا10) "درخواست بھیجنے والے شخص نے دفعہ 18 کے تحت کلکٹر کو درخواست نہیں دی تھی"۔ جیسا کہ اس عدالت نے مشاہدہ کیا ہے کہ "درخواست نہیں دی" کے بیان محاورہ کا مطلب یہ ہوگا کہ اس نے ایک موثر درخواست نہیں کی جس پر حوالہ دے کر غور کیا گیا تھا اور حوالہ کا جواب دیا گیا تھا۔ جب دفعہ 18 کے تحت کسی درخواست پر حد کی بنیاد پر غور نہیں کیا جاتا ہے، وہ کسی حوالہ میں پھل نہیں دیتا ہے، تو یہ موثر درخواست کے مترادف نہیں ہوگا اور اس کے نتیجے میں ایسے درخواست گزار کے حقوق جو کسی دوسرے حوالہ سے نکلتے ہیں جن کا جواب دفعہ 28-اے کے تحت درخواست کو منتقل کرنے کے لیے دیا جاتا ہے، سے انکار نہیں کیا جاسکتا۔ ہم، اس کے مطابق، سوال (a)1 کا جواب یہ کہہ کر دیتے ہیں کہ تاخیر کی بنیاد پر دفعہ 18 کے تحت حوالہ طلب کرنے والی درخواست کو مسترد کرنا حصول اراضی کے قانون، 1894 کی دفعہ 28-اے کے معنی میں درخواست دائر نہ کرنے کے مترادف ہوگا۔

دیال سنگھ کے معاملے (اوپر) میں، اس عدالت کے تین ججوں کے بنچ، جس میں ہم دونوں ممبر تھے، نے مندرجہ ذیل مشاہدہ کیا:

.37 "یہ قانون کا ایک اچھی طرح سے توضیع شدہ اصول ہے کہ عدالت قانونی شق میں کچھ بھی نہیں پڑھ سکتی جو کہ واضح اور غیر واضح ہے۔ عدالت کو صرف قوانین میں استعمال ہونے والی زبان سے قانون سازی کے ارادے کا پتہ لگانا ہوتا ہے۔ قیاس آرائیوں اور قیاس آرائیوں کو قوانین کی تشریح تک محدود نہیں رکھا جاسکتا۔ یونین آف انڈیا بنام فلپ ٹیاگو ڈی گاما، (1990) 1 ایس سی سی 277 دیکھیں: اے آئی آر (1990) ایس سی 981۔

38."بھاونگر یونیورسٹی بنام پالیٹانا شوگرمل (پی) لمیٹڈ، (2003)2 ایس سی سی 111 میں یہ عدالت: (2002)9 پیانے 102 نے مشاہدہ کیا ہے: (SCCp.121، پیراگراف 25)

25."مقنّنہ کے ارادے پر قانون سازی کے دائرہ کار کو اس وقت بڑھایا نہیں جا سکتا جب توضیع زبان سادہ اور غیر واضح ہو۔ دوسرے لفظوں میں قانونی قوانین کو عام طور پر اس کے سادہ معنی کے مطابق سمجھا جانا چاہیے اور کسی بھی لفظ کو اس وقت تک شامل، تبدیل یا ترمیم نہیں کیا جائے گا جب تک کہ کسی توضیع بقیہ قانون کے ساتھ نا قابل فہم، مضحکہ خیز، غیر معقول، نا قابل عمل یا مکمل طور پر نا قابل تلافی ہونے سے روکنے کے لیے ایسا کرنا واضح طور پر ضروری نہ ہو۔

مذکورہ فیصلے کے بعد اس عدالت نے الا چی دیوی کے معاملے (اوپر) میں عمل کیا ہے۔

وسیع تشریح کا اصول جو کسی فائدہ مند قانون سازی کی صورت میں لاگو ہوتا ہے اس کا فوری معاملے میں کوئی اطلاق نہیں ہوتا ہے کیونکہ مذکورہ قواعد کے قاعدہ 8 کی وجہ سے ریاست نے محض اس کے اطلاق کا طریقہ اور طریقہ بیان کیا تھا۔ یہ اس مشکل کو مدنظر رکھتے ہوئے ضروری تھا جوان ملازمین کو درپیش ہو سکتی ہے جو نظر ثانی شدہ تنخواہ کے پیمانے کے تحت مقرر کردہ کم از کم سے زیادہ تنخواہ حاصل کر رہے تھے جب نظر ثانی شدہ تنخواہ کا پیمانہ نافذ ہوا تھا۔ مزید برآں تعیین کے اصول کو مدنظر رکھتے ہوئے شق (اے) اور (بی) کو الگ سے پڑھنا چاہیے۔ یہاں تک کہ عدالت عالیہ کے ذریعے حوالہ دیا گیا فیصلہ، یعنی آئی آر سی بنام ہنچی، (1960) اپیل مقدمے 738، سے پتہ چلتا ہے کہ جدید قانون میں رموز اوقاف کا ایک کردار ہے۔

معاملے کے اس نقطہ نظر میں، ہمارا خیال ہے کہ قاعدہ 8(1)(اے) میں کوئی ابہام نہیں ہونے کی وجہ سے، تحریری درخواست گزار صرف کم از کم نظر ثانی شدہ پیمانے کے حقدار تھے۔

مذکورہ بالا وجہ سے، اپیلوں کی اجازت دی جانی چاہیے۔ چیلنج کے تحت فیصلوں کو منسوخ کر دیا جاتا ہے۔

اپیلوں کی اجازت ہے۔ اخراجات کے حوالے سے کوئی آرڈر نہیں ہوگا۔

آر پی

اپیلوں کو منظور کیا جاتا ہے۔

Sheikh Javiad Alam
2025.06.04 16:23
I am the author of this document